

مکالمہ حلقہ

خراب بُزرا اور آکائیوں سے اچھا مجھوں تیار نہیں ہو سکتا

آج انسانی افراد اور سوسائٹی کے اجزا خراب اور ناقص ہیں، غلط بینا دوں پر ان کا اٹھان ہوا ہے اور غلط طریقہ پر ان کی تربیت اور نشوونما ہوا ہے تبھی یہ ہے کہ آج سارے مجموعے خراب و ناقص اور مکروہ ہیں، جماعتیں افراد سے بنتی ہیں جب تک افراد درست اور صالح ہیں ہوں گے جماعتیں اور جماعتی کام کیسے درست ہو سکتے ہیں، افراد کا سوال چھیرا جائے تو لوگ چڑھنے اور ناراض ہوتے ہیں اور اس مسجد کو ٹال دینا چاہتے ہیں اور اس خیال خام میں مبتلا ہیں کہ اجتماعی حالت میں یقین خود بخود دور ہو جائے گا۔ عجب لطیفہ ہے کہ جب ایسیں بھٹے سے نکلیں تو کہنے والے نہ کہا کہ یہ پیلا ہے یہ کھنڈ ہے، یہ ایسیں اچھی ہیں، یہ عمارت کا بوجھ ہیں اٹھا سکیں گی، آپ نے جواب دیا محل بن جلنے دو وہ سب ایسیں اچھی ہو جائیں گی لیکن خراب اور ناقص اجزاء سے ایک اچھا مجموعہ کیسے تیار ہو سکتا ہے، بہت سے خراب مبروع سے ایک اچھی بادی (Body) کیسے بن سکتی ہے، خراب تنخوں سے ایک اچھا جہاز کیسے بن سکتا ہے۔ ہم کہتے ہیں یونٹ (Unit) خراب ہیں، مالہ (Material) خراب ہے اس سے اچھی بادی کیسے بنے گی، اس سے اچھی میونسلٹی اور ڈسٹرکٹ بورڈ کیسے بنے گا؟ اس سے اچھی گورنمنٹ کیسے بنے گی؟ آج ساری دنیا میں یہی ہو رہا ہے (Malth) تو کوئی نہیں دیکھتا اور تبھی کو دیکھ کر کوفت ہے، کیا یہ نا سمجھی کی بات نہیں پیغام برخختے بناتے ہیں، یونٹ (Unit) بناتے ہیں، ایسیں بناتے ہیں، ان کی تعمیر پائدار، صالح اور جاندار ہوتی ہے، وہاں دھوکہ نہیں ہوتا، آج تعلیم کا ہوں میں بھی اس حقیقت کو نظر انداز کیا جا رہا ہے یقین اور اخلاق پیدا کرنے کی کوشش کہیں نہیں کی جا رہی ہے، افراد کی تربیت کا انتظام کہیں نہیں ہرجگے سے غیر تربیت یا فراغت افراد کے کھیپ کے کھیپ نکل رہے ہیں، آج طالب علم ہر کام کر سکتا ہے اس لئے کہ اس کی کوئی تربیت نہیں کی گئی۔ میونسلٹی میں کون لوگ ہیں، ڈسٹرکٹ بورڈ میں کون لوگ ہیں، حکومت میں کون لوگ ہیں سارے نظام پر اس طرح کے لوگ حادی ہیں، انہیں کے ہاتھ میں زندگی کی باگیں ہیں، آج اکثر انسان انسان نہیں، انسان نامیں۔

(مولانا سید ابوالحسن علی ندوی)

To.

دعا کی، کے معلوم تھا کہ آخر سال ہوتے
میں اپنے گھر اور رخانہ ان کی ہر ہل عین
شفیت سے محروم ہونا پڑے گا اور
انتا تھا کہ میں اس شخصیت کے ساتھ ارجو
پر تعزیتی جلسہ منعقد کرنا پڑے گا جس کا ہم
بمار باخوبی و مرمت کے بھرپور جذبات کے
ستقبال کیا تھا۔
کاش...! نوجوانوں کا مرا
محسن، عالم اسلام کے نوجوانوں کی امید،
صحافت کا جلگھتا آفتاب، عربی کا صاحب
اسلوب انشاء پرداز، دھکتے اور پچھے
الفاظ لہبھانے والا صحافی، اسلام کا پروجئی
داعی ابھی مدتوں بھارے درمیان رہتا۔
عالم اسلام کو ایسے نازک موڑ پر
گئی سخت ہزمدت تھی۔! لیکن
مشیت ایزدی...! ... - ۱۷ -
مدتوں رو بگرس گے جام و سماں اسے

سبق ملائے پیراجِ مصطفیٰ سے
کے عالمِ نشرت کی زدمیں بے گہ
(اتصال)

پرنٹر، پبلش
ناظر شہبز تیرتر قی دار الحکوم ندوہ الحفاظ
جے کے آفیٹ پر منگ پس دلی میں چھپا کر
دفتر تیریات ندوہ لکھنؤ سے شاید کیا۔
ایڈپٹر: احمد علی سے ندوی

بچہ ۱۳: دیار شہید میں دش دن

آج تک پنجم اور نشد کا راج ہے مگر اللہ
تھاں کو نظم سنت ناپسند ہے، کسی بھی صورت میں
یا معاشرہ میں ظالم کا دروازہ کھلا رہنا اچھی بات
نہیں ہے یہ خدا کو بہت ناگوار ہے، کہاں کی کر کی؟
کہاں کی قوت؟ کہاں کا اقتدار؟ سلطان کسی نبوی
طااقت، سیاسی طاقت، دولت یا کسی پرایان
نہیں رکھتا، وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے، ساری
عاقات اسی کی ہے، کہاں کی اکثریت، کہاں کی
اقلیت، ظلم کرنے والوں کو چاہیے کہ وہ خدا کے
خوب سے ڈریں، مولانا ندوی نے آخریں کہا کہ
صلافوں نے اخلاقی طاقت کو آزمایا ہی نہیں، بلکہ
بزرگان دین تقریری نہیں کیا کرتے تھے، بلکہ نکے
بلند اخلاق دکار کو دیکھ کر ان کے حلقہ گوش
ہو جاتے تھے، اب س پر دولت کا بھوت سوار ہے، ہم
حلال و حرام کی تیزی سکیں اور دنیا کو سکھلائیں، شہروں
اگر با پروردی کے قریب نہ جائیں چاہے بھجو کے رہنا
پڑے، اخلاق کا لہوت اور خدا کی مردمی کے تابع رہیں
ڈیڑھو گھنٹا کی تقریر پر سکون و توجہ
سے سُنی گئی، سامیعن اپنے اندر تھی ازندگی محسوس
کر رہے تھے، دعوت کرنے روشن امکانات انہیں
نظر آ رہے تھے، آخر میں جانبِ حیدر شاہ صاحب بالحق
ایم۔ الی۔ اسے کے شکریہ اور مولانا ندوی کی موثر رعایا
بہرے جلسہ اختتام کو پہنچا،

فہاں اور سو سلطان بن مک کام کریں، کوئی
لپج یا ذہبی کریش انہیں ان کے اصری سے
خرف نہ ہونے دے، آج تک اخلاقی پستہ کے
قاعدت میں ڈوب رہا ہے، جب تک سلطان زندہ
ہے وہ اس مک کو ڈوبنا ہمیں دیکھ سکتا، مسلمان
کو چاہیے کہ وہ ملک کو بچانے کا ذمہ داری قبول
کرے، سلطان انسان کے علم بدار اور سچائی کے
لیے گرایی دینے والے بن جائیں، خدا چاہتا ہے کہ
سلطان صحیح صورت میں خدا کی نوجہدار، اللہ تعالیٰ
کی پریس بن جائیں، پہاہے اسیں ان کا نقش ہے
یا نفعان، کسی سے بخت، بخوبی یا نفرت انہیں
اس بات پر آمادہ رہ کر کہ وہ حق کے خلاف گواہی
دیں، مولانا ندوی نے ملک کی معروفہ عالت
کا وہ ناک نش کھینچتے ہوئے کہا کہ آج ملک کی
جو گست بُری ہے اس کا ذمہ دار کون ہے؟
ایک خطہ کی نثار ہے جو سرپریلک رہی ہے، اس
صربت حال میں سلطان کا کیا رد عمل ہرنا چاہیے؟
سلطان تو رہے جو ساری انسانیت کی نلاح و
بیسم کیلے دعائیں مانگتا رہتا ہے، ان اذون کی
حکیمت اس پر گراں گزرتی ہے، اس کا دل تڑاپ
اختتاب ہے
خیر بھے کسی پر تذاپتے ہیں ہم امیر
ساتھ ہمہان کا درد ہماڑا جگر ہیں ہے

باقیہ ۱۱: مندرجہ کے شب و روز

پھر حال بھروسی اصحاب سے دارالعلوم کی جوگز و محرک علمی فعالیں شیخ عبد الفتاح ابوالغدوہ مخدوم علی پرورگرام مزید حرکت و اشتیاق کا سبب بناتے۔ اس انتظامی دور میں مشتملین دارالعلوم کا یہ تحریر ہلیہ کیلئے گواں قدراں مفید اقدام ہے جو خوشستی سے طلباء ندوہ کو میسر ہے۔ دس بارہ دن کے خصوصی و قدر کے بعد ہلیہ دارالعلوم نے اشکبار آنکھوں سے شیخ کا امداد اعیان کیا اور اس طرح دارالعلوم کے احاطہ میں پیدا شدہ ایک فناہی عربی، علمی فعال اپنے ادبی پانچھنہ جھوڑا گئی۔ شیخ بھی دارالعلوم ندوہ اور پیمانہ کے علمی ذوق سے پہنچتا تھا ہوئے۔

قرآن کا پیغام

از مکانات حق اولین وی

کے تو کیسے آئے ۔
انسان کے موجودہ نظام تعلیم کی اس بنیادی خرابی
و تنقیف و نستالیح ہیں : -

یعلمون ظاهراً من الحياة الدنيا
وهم عن الآخرة هم عاقلون.
(رسوم روم) (محض) بے خبر ہیں۔

قرآن مجید ایک نعمت و شفا ہے، اسے اس کی نظر ان امر میں پر بھی رہتی ہے جو بنی نوح انسان کی فکری اور علمی صلاحیتوں کو برپا کرتے رہتے ہیں۔ ایک ہر بار طبیب کی طرح اس کا فرض ہے کہ دہ اس قسم کی تھاکر بیماریوں کی نشانہ دہی کرے اور اس سے بچنے کے طریقوں سے بھی خبردار کرے۔

آیت بالا میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ایک ایسے خطرناک رعنے سے ہشیار کیا ہے کہ جو اس مرض میں جلا ہوا وہ "قلب روشن" اور "چشم بینا" سے محروم ہو گیا "ور اسی" بے بصری" اور "کوریا طنی" نے ہجیش کیا اس پر حق و صراحت کے دروازوں کو بند کر دیا

قیمتی سامان ملے گا، معاشری زندگی کو علم و فن کی حیثیت سے سدھانے کے لئے بے شمار نظاہماً تعلیم نظر آئیں گے صنعتی کالج ہے، اور اس سے متعلق بے شمار شعبہ جات یہ یہ زرعی درسگاہ ہے، یہ بھی تراویح کی ترقی کے لئے اپنے پا پوکوناگوں پر دگرام رکھتی ہے۔ یہ عام اسکول، کالج اور نیورسٹیاں ہیں، یہاں جغرافیہ، تاریخ، حساب، زبان، منطق، فلسفہ، سائنس، سیاست، علم نباتات، علم ایجوکیشن، غرض ہر شعبہ زندگی کے متعلق آپ کو تعلیم کا انتظام ملے کتب خانوں میں چلے جائے، بالکل یہی نقشہ ہاں بھی نظر آیکن علم و فن کے اس دور میں بھی علم کی طاقت پرواز اس آگے نہیں ہے!

مگر سوال یہ ہے کہ قرآن مجید کو آخراں علم و فن میں
کمی نظر آتی ہے؟ اور وہ انسان کو اس سے آگے کہاں دیکھے
چاہتا ہے؟۔ درحقیقت اسی سوال کا جواب ہے جس کو آئین
میں انسا نی بیماری کو اس کی دوسری منزل قرار دیا جا سکے
وہ مر عن الآخرۃ هم غافلون
اور آخرت سے (محض) ابے خبر ہیں۔

يعلمون ظاهراً من المحملة الدنيا
يَوْلُوكُ صِرْفِ دُنْيَا وَيَزِدُ زَنْدَگِيَ كَـ
ظاہر کو جانتے ہیں۔

يعنى انسانی علم، صرف دنیاوی زندگی کی اوپری بالتوں تک
نحو دہو جائے، اور اس سے آگے کی منزل سے وہ بے فہر
بیحـا

حقیقت یہ ہے کہ موجودہ دنپاکے تمام اعمال اور اسکے نتائج کے اصلی اور دامی بنیاد آخوت کے لقین پر قائم ہے۔ اگر یہ حقیقت مترسل ہو جائے تو انسانی اعمال کے نتائج کا ریشمہ بخوبی دبن سے اکھڑ جائے۔

قرآن مجید کو موجودہ انسانی علم پر یہی اعتراض ہے کہ اپنے نظام تعلیم میں زندگی کے ہر پہلو کا حاظر رکھا ہے اور اس طرح کی جدوجہمد کی ہے، لیکن تعلیم کا وہ شعبہ جس سے زندگی حقیقی راہ کا سر راغ ملتا ہے، جس سے انسان اپنی منزل مقصودہ روشن ہو جاتے ہیں، جس سے انسان اپنی زندگی کا منصب اس سے پہنچتا ہے۔ یہی نہیں کہ انسان اس علم سے ناواقف بلکہ "ونکر" ہے۔

بے شرط تک انسان اس عالم رنگ دلو میں ہے، اس کو اپنی انفرادی اور اجتماعی ضروریات سے متعلق اس کائنات کا علم ضروری ہے، اور یہ ہرگز کوئی غلط بات نہیں ہے لیکن شکوہ تو اس وقت ہے کہ جب انھیں چند معلومات کو اپنی زندگی کا مقصود قرار دے لیا جائے، اور علم و فضل کا میرا انھیں اور پری باتوں کو مان لیا جائے۔

قرآن مجید انسان کی اس کم ہمتی، کوتاہبینی، اور گراؤ پر اعتراض فرماتا ہے، اسکے زدیک انسان کا منصب اس سے کمیں زیادہ عزم و ہمت اور بلندی کا طالب ہے!۔ وہ تو ہی نادان چند کلیوں پر قناعت کر گیا ورنہ نیشن میں علاج تسلی دامان ہی ہے

آج دنیا کی تھوڑی اور جدید علم کا ہوں کامیابی لیا جائے
تو میں علمون ظاہرًا من الحیاة الدنیا مکی پوری تفہیم
سلئے آجائے گی۔ ان درستگا ہوں میں وہ سب کچھ ملے گا جو
انسان کی اوپری زندگی متعلق ہے، انسانی زندگی میں بے
قیمتی چیز اس کی صحت و تندرستی ہے۔ آپ کو طلب یونانی کے
ملاءس "اور نہ بدل کا گوں میں انسان کے ایک ایک عضو کی
بیماریوں اور اسکے نئے نئے طریقہ اصلاح کے متعلق انسماںی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شجرة تعبير وترقي دار العلوم - مذكرة العدالة - سعيد

شعبة التعبير وترقي دار العلوم - دار العلوم - دار العلوم - دار العلوم
 ٢٥ جولانى ١٩٧٩ شعبان ١٣٩٩ شماره ٢٩
 جلد ١٦٢٠٢٥ جولانى ١٩٧٩ شعبان ١٣٩٩ شماره ٢٩
 ایشان مالک افریقی مالک

اس دائرہ میں اگر سرچ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے لہذا اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ دین دادب کا خادم، ندوۃ العلماء کا ترجیح، آپکی خدمت میں ہنچتا رہے تو اس کا سالانہ چندہ بیلخ سول روپے ارسال فرمائیے۔ اگر اعلیٰ شمارہ کی رو انگلی سے پہلے آپ کا چندہ یا خط موصول نہ ہوا تو یہ سمجھ کر کہ آپ کو دی۔ پی جی سے چندہ ادا کرنے میں ہر لوت ہے۔ اگلا ہر ہدیت دی سے خرچ 5,19,25 Rs کے مطابق میں دی۔ یہی سے روانہ ہو گا۔ چندہ یا خط بھیتے وقت دینا نہیں۔

مولانا محمد اسحق جلیس ندوی کی وفات

ہم بہت افسوس کے ساتھ قارئین تغیریات کو اطلاع دے رہے ہیں کہ مولانا اسکے جلوے اب تک اس کی
ادارت کے فرائض انجام دے رہے تھے "رجولائی ۱۹۶۹ء کی شام کو ۵ نومبر ۲۰۰۳ سال کی عسریں انتقال ہو گیا
انا لله وانا اليه راجعون

جس کی رات کو ۱۱ بجے شب میں شدید درد تکی وجہ سے ان کو پہنچ کل کالا کے امیر جسی دار و میں جس داخل کیا گیا تھا، علاج و معافی سے نکلیف کم تو کیا ہوتی مزید دوسری شکایات سنگین نوعیت کی پیدا ہو گئیں کی تاب نہ لا کر راغی اجل کو لیک کیا اور اپنے رب کے حضور جا پہونچے۔ مدینی ان کی دعیت کے مطابق دارہ شاہ علم اللہ (تکیہ کلان) رائے برلنی میں دوسرے دن ۱۱ بجے ہوئی، پہلی نماز جنازہ ندوہ میں ۱۲ رجولائی کو نماز فجر کے بعد مولانا محمد منظور نہان نے پڑھائی اور دوسری نماز جنازہ دارہ شاہ علم اللہ میں قطب وقت مولانا محمد احمد پرتا ب گڈھی نے پڑھائی۔ افسوس کہ اس دوسرے سانحہ پر بھی حضرت مولانا یہ اواخسن علی ندوی مذکور، اپنے رفقی سفر مولانا محمد معین اللہ ندوی کے ہمراہ مدینہ منورہ میں تھے۔

ابو اسن علی ندوی مدظلہ، اپے ریعنی سفر سولانا محمد سین افسنندوی تے بھراہ مدیہ سورہ یں ہے۔
ایک ہی ماہ کے اندر حضرت مولانا، ابلندوہ، اور ادارہ تعمیر حیات کو دوسرے عظیم حادثہ سے دو چار ہونا پڑا جس نے بے کوہ
پلاگر رکھ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم بے کو صبر و برداشت کی قوت عطا فرمائے اور اپنے حکم و نیصلہ پر راضی رہنے کی توفیق
عطافرمائے۔ آئیں

اُن کے پہنچاں ہیں اُنکی بیویں پر وہ رہے

کا کوئی معمولی اثر بھی ان پر نہ تھا، اس جھر سے طبی طور پر تشویش ہوئی اور جی چاہا رات ہی کو پھر ان کی خیریت معلوم ہو جائے، میں نے فون پر اپنے ان غریز دوست سے عرض کیا کہ برائے کرم مجھے ان کی خیریت سے رات کو اگر معلوم ہو جائے تو مطلع کیجئے، لا اہوں خلاشبات میں جواب دیا اور میں پوری رات اسی تشویش اور غلکر میں مبتلا رہا، اور اس نجیال سے نیہ بھی نہیں آئی دشا یہ کوئی فون آئے۔ صبح کو غر کی ناز کے بعد مغلن دوستوں نے بتایا کہ رات کو کافی تکلیف رہی اور داکر نے رات

اداریه: از سیدالاعظمی ندوی

دوسرا عظیم حادثہ

پھلے شمارے کے انہیں کاملوں میں مولانا محمد اسحاق جلیس ندوی نے مولانا سید محمد الحسن
مرحوم پر اپنے قلبی تاثرات کا اظہار کیا تھا۔ اور مرحوم کی اچانک دنات سے ندوۃ العلیٰ کو فکر سکی
اور دعوت الی اللہ اور اسلامی عربی صحافت دارب کے میدان میں جو ناقابل تلافی نقصان پہنچا
ہے اس کی نشانہ بھی کی تھی۔ اور اس پر اپنے دکھ اور شدید رنج و غم کا اظہار کیا تھا، لیکن کون بانتا
تھا کہ اگلے ہی شمارہ میں نہود ان کے اچانک سانحہ وفات پر کسی درسرے کو دبی خدمت انعام وینی
پڑے گی جو انہوں نے اپنے مرحوم رفیق کے سائز ارتھاں پر انجام دی تھی۔

صاحب کا اسی دن مسجد میں تقریباً بھی نازوں میں دیکھا تھا وہ بالطف حب سرور نے اور اسی بجارتہ

بُنگلہ دش ایک اسلامی مملکت

حمل ضاء الرحمن

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
بِنگلہ دیش کے صدر جزل ضیاء الرحمن نے
بنگلہ دیش کے نہ ہی مدars کی کانفرنس میں
تقریر کرنے ہوتے کہا کہ ملک کے دستور اساسی کے
پہلے باب میں بسم اللہ الرحمن الرحيم کو شامل
کر کے میری حکومت نے بنگلہ دیش کو ایک اسلامی
ملکت بنادیا ہے۔ میری حکومت نے حکم صادر
کر دیا ہے کہ شراب اور تار بازی کو ممنوع

فرار دیا جائے اور ان اسلام ہو گا۔ اور مناسب وقت آئے پر سارے
ہو کر رہے گا۔ اور مناسب وقت آئے پر سارے
ملک میں مذہبی فیلم لازمی کر دیا جائے گی۔ ہندا
ہنگامہ دیشیں اپنے عوام کی طرف سے بسطاء رہے
جاء را ہو کر ملک کے آئینے میں تحریم کر کے اسے اسلامی ملت
نہیا پہانچے اور ملک میں اسلامی قانون اقتضاد کی
نظام کو راجح کیا جائے۔

بے شہر جب تک انسان اس عالم رنگ دلو میں ہے،
اس کو اپنی انفرادی اور آجتیماعی ضروریات مें متعلق اس
کائنات کا علم ضروری ہے، اور یہ ہرگز کوئی غلط بات نہیں ہے
لیکن مشکوہ تو اس وقت ہے کہ جب انہیں چند معلومات کو
اپنی زندگی کا مقصود قرار دے لیا جائے، اور علم و فضل کا معیار
انہیں اور پری باتوں کو مان لیا جائے۔

قرآن مجید انسان کی اس کم ہستی، کو تماہ میں، اور گرادر پڑا عرض فرماتا ہے۔ اسکے زدیک انسان کا منصب اس سے کہیں زیادہ عزم و ہمت اور بلندی کا طالب ہے!۔ سہ

توہی نادان چند کلیوں پر قناعت کر کیا
ورزشگشناش میں علاج تسلیم دامان جی ہے

آج دنیا کی جھوٹی اور بُری تعلیم کا ہوں کا جائزہ لیا۔
تو یہ علمون ظاہرًا من السخایۃ الدنیا کی پوری تفہی
سلئے آجائے گی۔ ان درستگان ہوں میں وہ سب کچو ملے گا
انسان کی اور پرنسپی زندگی سے متعلق ہے، انسانی زندگی میں برکت
قیمتی چیز اس کی صحت و تنبرستی ہے۔ آپ کو طب یونانی
علوم اور علمیں کا بوجوں میں انسان کے ایک ایک حصہ
بیماریوں اور اس کے نئے نئے طریقہ اصلاح کے متعلق انسماں

